

خان، دھوکہ نہیں دیگا!

ایکشن جیتنے کے بعد روایتی طور پر ہر سیاسی قائد ایک تقریر ضرور کرتا ہے۔ لوگ اسے وکٹری سپیچ کہتے ہیں جو صرف اور صرف جزوی طور پر درست ہے۔ حقیقت میں یہ بھاری ذمہ داریاں اٹھانے کا وہ لمحہ ہوتا ہے جو خواب، سراب اور سچ کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ جس وقت عمران خان تقریر کر رہا تھا۔ اسکے فوراً بعد آج سے ٹھیک پانچ سال پہلے میاں نواز شریف کی وکٹری سپیچ دیکھی۔ میاں صاحب، ایک بالکلونی پر کھڑے تھے۔ انکے ساتھ چھوٹے بھائی، شہباز، خاندان کے بچے بچیاں، اسحاق ڈار اور پرویز رشید کھڑے تھے۔ نواز شریف نے فتح والی رات کو جو پالیسی تقریر کی، وہ بے حد حوصلہ افزائنا اور اچھی تھی۔ صرف یاداشت کیلئے اسکے چند نکات آپکے سامنے رکھتا ہوں۔

"ہم لوگ آپکی خدمت کیلئے آئے ہیں۔ بلکہ آپکی نسلوں کی خدمت کریں گے۔ میں اپنی ذات کیلئے کچھ نہیں کروں گا۔ میرے متعلق جو جو منفی چیزیں ایکشن سے پہلے کہی گئیں، ملک اور قوم کی خاطر سب کچھ معاف کرتا ہوں۔ ہم لوگ قوم کی حالت کو بدل کر رکھ دیں گے۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ ملک کی خاطر سب کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھے نگے۔ بے روزگاری، غربت، لوڈشیڈنگ کا مکمل طور پر خاتمه کر دیں گے۔ نوجوانوں کو پاؤں پر کھڑا کر دیں گے۔ قوم کو عزت کی زندگی دیں گے۔ ہماری پارٹی کو واضح برتری دیں تاکہ کسی کو ساتھ نہ ملانا پڑے۔" آخر میں میاں نواز شریف نے کہا، کہ "ہم نے ایکشن کے دوران جو وعدے کیے ہیں ان میں سے ایک ایک وعدہ پورا کر دیں گے"۔ 2013 کی تقریر ہے جسے آپ پالیسی تقریر، وکٹری سپیچ یا کوئی بھی نام دے سکتے ہیں۔ یہ بنیادی فیصلے تھے جو وزیر اعظم کے طور پر بڑے میاں صاحب نے عملی طور پر کر کے دکھانے تھے۔ غور سے پڑھیے بلکہ دوبارہ پڑھیے۔ یہ ایک نئی صبح کا آغاز تھا۔ قوم سے وعدہ تھا۔ ایک جذبہ تھا کہ شاندار عالم لوگوں کی کچھ بہتری ہو جائے۔ مگر حقیقت میں پانچ برس میں جو عملی طور پر کیا گیا، وہ ان بنیادی وعدوں سے مکمل طور پر مختلف تھا، بلکہ متفاوت تھا۔

مکمل طور پر کسی قسم کے سیاسی تعصب سے بالاتر ہو کر گزارشات پیش کر رہا ہوں۔ کسی سیاسی جماعت سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتا۔ صرف یہ دیکھیے کہ کیا پانچ برس پہلے کی تقریر کے ایک نکتہ پر بھی عمل کیا گیا۔ قطعاً نہیں۔ ہرگز نہیں۔ چلیے، بے روزگاری سے شروع کریں۔ 2013 میں بیروزگاری تقریر یا اچھے فیصد کے برابر تھی۔ کیا آپ جاننا چاہیں گے کہ بیروزگاری کی موجودہ شرح کیا ہے۔ آزاد رائے اسکو بیس فیصد سے زیادہ دیکھتے ہیں۔ سابقہ حکومتی ذرائع، شش و پنج کے بعد اسے تیرہ فیصد لکھتے رہے۔ بیس فیصد، تیرہ فیصد، چھ فیصد یا صفر فیصد کے معاملے سے نکلیے۔ نوجوانوں کیلئے باعزت روزگار 2013 میں بھی نہیں تھا۔ معذرت کے ساتھ آج بھی پاکستان میں جائز روزگار کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ہرگھر میں کوئی نہ کوئی بیروزگار نوجوان بچہ یا پچھلی بیٹھی ہوئی ہے۔ لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی صرف روزگار کیلئے ایک درسے در پڑھو کریں کھار ہے ہیں۔ ان بچوں کی عزت نفس کتنی مجروح ہوتی ہے، اسکا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں ہے۔ والدین کا دکھ بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ کیا کریں۔ اولاد کو اعلیٰ تعلیم دینے کے علاوہ اور کیا کر سکتے تھے۔ اپنا فرض ادا کرنے کے باوجود، والدین آج بھی بے بس ہیں۔ اولاد کی نگاہوں کے سامنے فارغ یعنی ہوئی ہے اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ دراصل

کالج اور یونیورسٹیاں بیروزگاری پیدا کرنے کی مشین بن چکی ہیں۔ ڈگریاں، ہی ڈگریاں۔ مگر کسی قسم کا کوئی کام نہیں۔ کاغذ کی ڈگریاں، روح کیلئے کانٹابن جاتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آل شریف، پنجاب بلکہ پاکستان کی قسمت پر گزشتہ تیس برس سے بر اجمان ہیں۔ کیا واقعی ان لوگوں نے نوجوانوں کو بیروزگاری سے بچانے کی کوئی سنجیدہ کوشش کی ہے۔ محیر العقول اعلانات، عجیب و غریب تقاریر اور چند نمائشی اقدامات کے علاوہ یہ لوگ کچھ نہیں کر سکے۔ کیا یہ الیہ نہیں کہ اپنے کہے ہوئے وعدوں میں سے کلیدی ترین نکتے پر بھی عمل نہیں کر سکے۔ دھوکہ دہی اور کیا ہوتی ہے۔ ہاں، بیروزگاری ضرور ختم ہوئی ہے۔ آل شریف اور آل زرداری کا کوئی مرد اور عورت بیروزگاری کے جہنم میں نہیں جل رہا۔ تمام بڑے بڑے کارخانے اور ملوں کے مالک ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بتا نہیں سکتے کہ پیسہ کہاں سے آیا ہے۔ آمدن کے ذرائع شائد بتانے میں کوئی جھجک یا شرم ہے۔ مگر تلخی ہے کہ یہ عام آدمی کے سامنے مالیاتی کرپشن کے وہ بت ہیں، جنہیں پاکستان میں پہلی بار کاری ضرب لگی ہے۔ شائد شور بھی اسلیے مچایا جا رہا ہے۔

تحوڑا سا آگے بڑھیے۔ روزمرہ کی چیزوں کی قیمتوں کی طرف نظر دوڑا یئے۔ آٹا، دال، چاول، خوردنی تیل کی قیمتوں کو 2013 میں دیکھیے اور 2018 میں، خود ہی مقابلہ کر لیجئے۔ قیمتوں میں خوفناک اضافہ دکھائی دیگا۔ کسی بھی لمبی چوری تحقیق کی ضرورت نہیں۔ پانچ برسوں میں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء میں ستر فیصد سے لیکر تین سو فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ ورلڈ بینک سے لیکر کسی بھی آزاد ادارے کی رپورٹ دیکھ لیجئے۔ قیمتوں میں اضافہ انتہائی ظالمانہ ہے۔ چھوڑیئے۔ کسی بھی ادارے کی رپورٹ پر اعتماد ملت کیجئے۔ کسی بھی خاتون خانہ جو گھر کا کچن چلاتی ہے اس سے معلوم کر لیجئے۔ جواب، جواب ایک ہی ہے کہ مہنگائی نے امیر طبقہ کے علاوہ ہر طبقہ کی کمر توڑ دی ہے۔ آپ اپنے گھر سے آغاز کیجئے۔ کچن کا خرچہ گزشتہ پانچ سالوں میں کتنا بڑھا ہے۔ اسکے لئے تو کسی حکومتی، غیر حکومتی یا بین الاقوامی ادارے کی رپورٹ کی ضرورت نہیں۔ مہنگائی کی آگ نے اس ملک کے سفید پوش طبقے کو ہلسا کر رکھ دیا ہے۔ میاں صاحب کی تقریر کے اس اہم نکتے پر بھی کوئی عمل نہیں ہو سکا۔ انکی حکومت کو پورے پانچ برس دیے گئے مگر ایک مقام بتا دیں کہ مہنگائی کے جن پر قابو پانے کیلئے کوئی سنجیدہ عملی اقدامات کیے ہوں۔ اعلانات کی حد تک سب کچھ کمال ہے مگر زمینی حقائق کچھ اور بتاتے ہیں۔ یہی حال لوڈ شیڈنگ کا ہے۔ ہر شہر، قصبے اور گاؤں میں لوڈ شیڈنگ آج بھی عذاب ہے اور پہلے بھی عذاب تھی۔ درست ہے کہ اسکا دورانیہ پہلے سے قدرے کم ہوا ہے۔ گیارہ ہزار میگاوات بجلی بنانے کے دعوے بھی کیے جا رہے ہیں۔ مگر کیا کوئی سیانا بندہ بتا سکتا ہے کہ یہ سب کچھ کس قیمت پر حاصل کیا ہے۔ آزاد ذرائع کے مطابق دنیا کی مہنگی ترین بجلی بنانے کے کارخانے ایک مخصوص حکمتِ عملی کے تحت لگائے گئے ہیں۔ کیا کسی میں جرات ہے کہ پوچھ سکے کہ حضور، آپ نے ستی بجلی کی طرف دھیان کیوں نہیں دیا۔ کوئی جواب نہیں ہے۔ کرپشن کی کہانیوں کی گونج ہر حلقة میں موجود ہے۔ کرپشن بھی نہیں، بلکہ ہو شر با کرپشن۔ اتنا جھوٹ بولنے کیلئے بہت حوصلہ چاہیے۔ مگر یہ جھوٹ ہم سے سابقہ پوری دہائی میں بولا گیا ہے۔ کوئی جواب نہیں دے رہا کہ ظالمانہ شرح سود پر قرضے لیکر متازعہ بجلی کے کارخانے لگانے کی کیا وجہات تھیں۔ پوچھیں تو جواب آتا ہے کہ آپ ترقی اور خدمت کے مخالف ہیں۔ ووٹ کو بے عزت کیا جا رہا ہے۔ اس رو عمل پر صرف دکھ کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ میاں نواز شریف کی ولٹری پیش میں ایک نکتہ پر بھی عمل نہیں ہوا۔ ہاں، پروپیگنڈا اس سطح کا ہوا ہے کہ گلتا تھا کہ ترقی

کا سیلا ب آگیا۔ لوگوں پر خوشحالی کی بارش ہو گئی ہے۔ غریب اور سفید پوش طبقہ جہاں پہلے تھا، آج اس سے بھی مشکل حالات سے دوچار ہے۔ تنقید برائے تنقید سے بالاتر ہو کر پانچ برس میں ترقی کا سفر پر کھل جائے۔ آپ کو اعلانات کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا۔

اس تناظر میں عمران خان کی وکٹری سپیچ کو دیکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خان نے اس تقریر میں بے حد توازن کا مظاہرہ کیا ہے۔ سب سے پہلے تو عمران خان نے عاجزی سے کام لیا ہے۔ باڈی لینگونج میں انساری تھی۔ تکبر اور فتح کا غرور نہیں تھا۔ معلوم ہو رہا تھا کہ ملک کا ہونے والا وزیر اعظم اپنی ذمہ داری کے بوجھ تلنے آچکا ہے۔ کوئی مصنوعی پن بھی نہیں تھا۔ وہی سادہ سا گرتاشلوار اور وہی گھر بیو ما حول۔ یہ سب کچھ اچھا لگ رہا تھا۔ کسی بڑے چوتھے، ٹیس پر کھڑا نہیں ہوا۔ فتح سے چور، جم غیر بھی نہیں تھا۔ ایک اور چیز جو کم از کم میں نے محسوس کی کہ ساتھ خاندان کا کوئی فرد، رشتہ بھی موجود نہیں تھا۔ کوئی اسحاق ڈارٹاپ انسان یا تالیاں بجوانے والا غیر سنجیدہ آدمی بھی ساتھ نہیں تھا۔ پوری تقریر میں جذباتیت کا کوئی پہلو نہیں تھا۔ سادگی پر زور دیکر بات کرنا، سابقہ مخالفین کو معاف کرنا اور الیکشن میں کسی بھی سیٹ کو دھاندلي کے الزامات پر کھول کر رکھ دینا، غیر معمولی بات تھی۔ چاہتا تو عوامی نفرت کو مقدار طبقے کی طرف پھیر سکتا تھا۔ مگر اس نے آزحد احتیاط سے کام لیا۔ کسی قسم کی کوئی انتقامی بات نہیں کی۔ یہ ایک مد بر لیڈر کی تقریر معلوم ہو رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ کتنی بڑی مشکلات کو عبور کرنے کی بات کر رہا ہے۔ کیسے، معاشی کوتا ہیوں کو ختم کرنے سے لیکر غریب طبقہ کی دادرسی کریگا۔ اعلان تو ہو گئے، لیکن اب تو خان پر عملی اقدامات کی بھاری ذمہ داری ہے۔ خدا اسے کامیاب کرے۔ دل گواہی دیتا ہے کہ خان دھوکہ نہیں دیگا!

راو منظر حیات